محمد سمیع اللہ*

موجودہ دور میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ کس طرح ممکن ہے؟

سابق صدر ایوب خان کے دورِ اقتدار میں نافذ کردہ عائلی قوانین کو جن کی کئی دفعات شریعت اسلامیہ سے متصادم ہیں، قرآن وسنت کے مطابق تشکیل دیتے ہوئے قانون سازی کا کام عرصہ دراز سے التواء میں پڑا ہے۔ واضح رہے کہ صدر ایوب خان نے مغربی تہذیب کی دلدادہ خواتین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ڈاکٹر فضل الرحمٰن، ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی (وزارت مذہبی امور) کے ایماء پر یہ خلافِ شرع عائلی قوانین بذریعہ آرڈیننس ۱۹۶۱ء میں قوم پر مسلط کیے جس کا خمیازہ ہم آج تک اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کی صورت میں بھگت رہے ہیں۔ اُس کی ایک واضح مثال مروجہ سرکاری نکاح فارم ہے جس کی شریعت سے متصادم کئی دفعات کو آج تک تبدیل نہیں کیا گیا۔

ایوب خان پاکستان کا پہلا حکمران تھا جس نے مداخلت فی الدین کی ابتدا کی اور شریعت کے احکامات میں تحریف کی بنیاد ڈالی جب کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن اُس کے بہت قریب اور دینی معاملات میں اس کا مشیر خاص تھا۔

جب تک ہم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلانِ جنگ (یعنی سود کا خاتمہ) اور رسوائے زمانہ عائلی قوانین کی غیر شرعی دفعات کو کالعدم قرار نہیں دیتے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی اس زمین کے نیچے تیل اور معدنیات کے بے تحاشا ذخائر پوشیدہ ہیں لیکن عین ممکن ہے کہ ان سے استفادہ اسی وجہ سے نہیں ممکن ہو رہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی شریعت سے بغاوت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لہٰذا اس وقت تک عوام کی آسائش کے لیے دستیاب نہیں ہوں گے جب تک یہاں طارق بن زیاد جیسا مردِ مومن حکمران کشتیوں کو جلا کر شریعتِ اسلامیہ کو بذریعہ نظامِ خلافت نافذ کرنے کا عزم نہ لے کر آئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میاں محمد نواز شریف کو ہمت وحوصلہ دیں کہ وہ اپنے اس تیسرے دورِ حکومت میں ان دو بڑی برائیوں (یعنی سود اور خلافِ شرع عائلی قوانین) کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکیں پھر دیکھیں کہ اللہ کی نصرت کس طرح آتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

۱۔　وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ. (سورۃ العنکبوت، آیت:۶۹)

ترجمہ:　اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھا دیں گے اور اللہ تو نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

۲۔　وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْن. (سورۃ الروم، آیت:۴۷) ترجمہ: اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی

۳۔　اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُم. (سورۃ محمد، آیت:۷)

ترجمہ:　اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری بھی مدد کرے گا۔

*سابق سیکرٹری، اسلامی نظریاتی کونسل

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد یہ ہے کہ اہل ایمان، اللہ کے حکموں پر عمل کریں کیونکہ اللہ کے وعدے اس کے احکام پر عمل کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

خاتمہ سود کے لیے عملی اقدامات:

خاتمہ سود کے عملی اقدامات کے لیے دین دار ماہرین اقتصادیات بالخصوص اس مسئلے سے آگاہ جدید تعلیم یافتہ حضرات میں سے ممتاز سول سرونٹ اوریا مقبول جان اور نام ور صحافی انصار عباسی جیسے لوگوں کی خدمات سے استفادہ کیا جائے کہ سود کی اس لعنت نے ملک کو دیوالیہ بنا دیا ہے اور اس کی موجودگی میں کبھی ہم اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتے ہمیشہ غیروں کے محتاج اور قرض دار رہیں گے۔ اغیار کی معاشی غلامی یا اپنے وسائل پر خود انحصاری میں کسی ایک راستہ کا انتخاب کرنا ہوگا۔

اگر نیک نیتی سے ہمارا نصب العین سودی معیشت سے چھٹکارا ہو اور اس کے لیے ہم اخلاص سے اسلام کے معاشی اصولوں کے مطابق جدوجہد کریں تو لازمی طور پر اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال ہوگی اور اس صورت میں فتح وکامرانی یقینی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم ہوا تو انہوں نے اللہ پاک سے عرض کی کہ اس لق ودق صحرا میں عبادت کے لیے کون آئے گا؟ تو غیب سے آواز آئی کہ تمہارا کام صدا لگانا ہے بندے بھیجنا ہمارا کام ہے۔ آج حرمین شریفین میں حج اور عمرہ کے موقعوں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں ملتی۔

خوش حالی اللہ کی حدود کو توڑ کر نہیں بلکہ حدود اللہ کے نفاذ میں ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ کی حدود میں ایک حد قائم کرنا اللہ کے ملکوں میں چالیس راتوں کی بارش سے زیادہ فائدہ مند ہے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

ہماری غربت وافلاس کی وجہ بھی اللہ کی شریعت سے منہ موڑنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو قوم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان غربت وافلاس عام کر دیتا ہے۔‘‘ (المعجم الکبیر)

اور فرمایا: ’’جب کسی قوم کے حکمران اللہ کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو معطل کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان خانہ جنگی برپا کر دیتا ہے۔‘‘ (شعب الایمان)

آج کل ہم اسی قسم کے حالات سے دوچار ہیں۔ سود کے فوری خاتمے سے ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ ہماری معیشت کو دھچکا لگے مگر بقولِ شاعر:

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اڑانے کے لیے

سود کے لالی پاپ (سود کی میٹھا چڑھی ہوئی زہریلی گولی) کا ترک کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے صبر و استقامت کا امتحان ہوگا۔ اگر ہم ثابت قدم رہے تو خوش حالی اور دنیا وآخرت میں عزت وآبرو اور قدر ومنزلت ہمارا مقدر ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ والثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ.

ترجمہ: ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔ (سورت البقرہ، آیت: ۱۵۵)

قرآن مجید (۲:۱۷۸) نے سود کو حرام قرار دیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سودی لین دین کرنے والوں کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح حدیث شریف میں اللہ نے اپنے ولی (یعنی احیائے اسلام کے سلسلہ میں جدوجہد کرنے والا بندہ) کو اذیت (ذہنی یا جسمانی) پہنچانے والوں کے خلاف بھی اعلانِ جنگ کیا ہے۔ اگر حکومتِ وقت سود کے بارے میں اپنی موجودہ روش پر قائم رہی تو اسے پھر اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ اللہ کے لیے کیا دیر ہے کہ زمین کو ہلکی سی جنبش دے یا دریاؤں اور سمندر سے پانی اُچھال دے۔

مسلم خاندانی قوانین کے آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے تحت وضع کردہ مروجہ نکاح فارم میں قرآن وسنت کے مطابق تصحیح، ترمیم اور اصلاح کی ضرورت:

علمائے حق کی رائے میں مروجہ نکاح فارم میں مندرجہ ذیل اُموں کی طرف حکام کی فوری توجہ درکار ہے۔

(۱) شادی کی عمر کا تعین:

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت پاکستان، اسلامی نظریاتی کونسل کی تجویز کی روشنی میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے شادی کی کم از کم عمر بالترتیب ۱۸ اور ۱۶ مقرر کرنے پر غور کر رہی ہے۔ شادی کی عمر کا مجوزہ تعین شرعی لحاظ سے بلوغت کی عمر سے زائد ہے۔ اربابِ اقتدار کو چاہیے کہ معاشرے میں شادی بیاہ کے معاملات میں خلاف شرع رسم و رواج کی روک تھام کے لیے قانون سازی کریں۔

(۲) طلاق کا حق:

شریعت اسلامیہ نے طلاق کا حق مرد کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو افضل بنایا ہے یعنی اُس کا حق عورت سے زائد ہے۔ ملاحظہ ہو: سورۃ النساء کی آیت: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ

بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ.

ترجمہ: مرد عورتوں پر مسلّط وحاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ تو جو نیک صالح بیویاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور اُن کے پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبرداری کرتی ہیں۔''

قرآن کی رو سے عورت کو طلاق دینے کا حق صرف اس کے خاوند کا ہے۔ عورت کو خاوند سے ناچاقی اور بدسلوکی، کی صورت میں خلع لینے کا اختیار ہے۔ البتہ عدالت از خود مرد کی طرف سے طلاق نہیں دے سکتی بلکہ فسخِ نکاح کے پورے قواعد اور طریقہ کار کی اتباع ضروری ہے۔ خلع کی صورت میں وہ حق مہر (اگر ادا نہ ہوا ہو) کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ مگر جب مرد طلاق دے تو بقیہ حق مہر کا وہ مطالبہ کر کے وصول کر سکتی ہے۔

(۳) طلاق کا مسئلہ:

شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک مرد اگر تیسری بار طلاق دیدے تو وہ طلاق مغلظ یعنی پختہ ومکمل ہو جاتی ہے اور بیوی شرعی لحاظ سے اُس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اور اسی تاریخ سے اُس کی عدت کا شمار شروع ہو جاتا ہے۔ مگر ''مسلم'' خاندانی قوانین کے آرڈی نینس مجریہ ۱۹۶۱ء کے تحت ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے تحت فریقین کا معاملہ عدالت (ثالثی کونسل) میں پیش ہوتا ہے۔ جہاں بحث ومباحثہ شروع ہوتا ہے اور عرصہ دراز تک تاریخیں پڑتی رہتی ہیں جو کہ شریعت کے قانون کی خلاف ورزی ہے۔ تین طلاقوں کے بعد بیوی شوہر سے جدا ہو جاتی ہے اور اس کو سابقہ شوہر کے ساتھ رہنے کا کوئی شرعی جواز نہیں۔ اور نہ ہی اس مسئلہ میں چیئرمین ثالثی کونسل کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب میاں بیوی کا رشتہ ہی ختم ہو گیا تو پھر ثالثی یا صلح وصفائی کس بات کی؟ مرد سے اس کا جائز حق کسی غیر شرعی قانون سے نہیں چھینا جا سکتا۔

(۴) دوسری شادی کے لیے اجازت نامہ کا حصول:

عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کی یہ دفعہ بھی شریعت سے متصادم ہے۔ مرد کو جائز ضرورت کے تحت دوسری شادی کی اجازت ہے۔ شریعت نے اس پر کوئی بندش نہیں لگائی۔ البتہ اس ضمن میں قرآن مجید کا بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنے کا قانون واضح ہے۔ ملاحظہ ہو سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳: وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا.

ترجمہ: اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں ان سے انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تم کو پسند

ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کرلو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت کافی ہے یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس طرح سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔

لہٰذا چیئرمین ثالثی کونسل سے دولہا کا دوسری شادی کرنے کی اجازت لینا یا اس کے لیے کوئی پیچیدہ طریقہ کار وضع کرنا مداخلت فی الدین ہے۔ کیونکہ عائلی قوانین میں مروجہ نکاح فارم شق نمبر ۲۱ کے تحت دوسری شادی کے لیے اجازت نامہ کا حصول ضروری ہے جب کہ شریعت اسلامیہ میں یہ ضروری نہیں اور غیر ضروری کو ضروری قرار دینا مداخلت فی الدین ہے۔ اور اس لیے اس شق کو کالعدم کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ قانونی چارہ جوئی کی وجہ سے فریقین عرصہ دراز تک عدالتی پیشیوں کے چکروں میں پھنسے رہتے ہیں جو اُن کی بعد از خلع یا طلاق نئی ازدواجی زندگی کی راہ میں نہ صرف بے جا روکاوٹ اور اذیت کا باعث ہے بلکہ معاشرے میں جنسی بے راہ روی کی راہ ہموار کر رہی ہے۔

(۵) شادی کا نصب العین:

شریعتِ اسلامیہ میں شادی نصب العین خوش اسلوبی ہے۔ جو تبھی ممکن ہے کہ جب میاں بیوی میں مہر ومحبت ہو اور یہ اسلامی طرز زندگی ہی بسر کرنے سے ہی ممکن ہے۔ اس کے لیے حکومت کو مغربی تہذیب کے Flood Gates (طوفانی دروازے) بند کرنے ہوں گے یعنی مرد وزن کی مخلوط محفلیں، بے پردگی، بے حیائی اور فیملی پلاننگ کے تحت مانع حمل ادویات کا بے دریغ اور غیر شرعی استعمال جو صرف اور صرف زنا وبدکاری کے فروغ کا ذریعہ بن رہا ہے۔

(۶) نفاذِ شریعت کے لیے دینی بصیرت سے عاری حکمت عملی کی حوصلہ شکنی:

ہمارے معاشرے میں بگاڑ کا بنیادی سبب قول وفعل کا تضاد ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اس لیے اس سے اجتناب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی اوّلین شرط ہے۔ اسلام مغرب کے سودی (سرمایہ دارانہ) نظام، ملحدانہ آزاد جمہوریت اور حیا سے عاری دجالی تہذیب کے مقابلے میں ایک اعلیٰ وارفع نظام حیات پیش کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ زندگی کی ہر سطح پر احکام شریعت کی پابندی کریں۔ ہمارے ملک کے سرمایہ پرست نظامِ زندگی میں اسلامی طرزِ زندگی ممکن ہی نہیں لہٰذا شریعت اسلامیہ کو بذریعہ خلافت نافذ کریں کیونکہ نظامِ خلافت کا قیام ہی ملکی سالمیت کی ضمانت دے سکتا ہے۔ مگر غیروں سے گلہ ہی کیا خود اپنوں نے اس دیرینہ ملی مطالبہ کو التوا میں ڈالنے کے لیے دینی بصیرت سے عاری ایسی حکمتِ عملی وضع کی ہے جس کے تحت ایک جانب ریڈیو، ٹی وی اور میڈیا پر مغرب میں یہود ونصاریٰ کے ہاں سے اسلامی علوم میں Ph.D (پی ایچ ڈی) کی ڈگریاں حاصل کرنے والے نام نہاد اسلامی سکالر دینی احکامات وتعلیمات کا حلیہ بگاڑ کر اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس طرح ملک میں انتشار پھیلا رہے ہیں

اور دوسری طرف خود حکومت ورلڈ بنک، IMF اور دیگر غیر ملکی کمپنیوں اور ملکی بنکوں سے سودی قرضے لے کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کو طول دے رہی ہے۔ اس لحاظ سے ذلت ورسوائی دین سے روگردانی کرنے والے حکمرانوں کا مقدر بن چکا ہے اور عوام مہنگائی، بدعنوانی، رشوت، قتل وغارت اور ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ جس کا مداوا ضروری ہے تاکہ یہ ملکِ عزیز مزید ٹوٹ پھوٹ کی نذر نہ ہو جائے۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ شرعی احکامات کے خلاف یہ بغاوت اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دے رہی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ اس مسلسل ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہم قہرِ خداوندی کا نشانہ بن جائیں۔

(۷) اسلامی نظریاتی کونسل کا دائرہ عمل واختیارات:

اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے جس کا کام دینی معاملات میں حکومت کی راہنمائی کرنا ہے۔ اور اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ اور قائل کرنا ہے۔ بقول شاعرِ قوم علامہ اقبال:

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الاّ اللہ

سابق صدر ضیاء الحق ملک میں نفاذِ اسلام چاہتے تھے، انہوں نے سرکاری دفاتر میں نماز باجماعت کا اہتمام کروایا، نظامِ زکوٰۃ کا حکومتی سطح پر احیا کیا، علماء کا وقار بلند کیا اور معاشرے میں ان کو جائز مقام ومرتبہ دینے کی کوشش کی۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ علما میری Constituency ہیں یعنی وہ میرے حلقۂ انتخاب ہیں۔ اس مقصد کے لیے عموماً وہ ہر سال علماء ومشائخ کی کانفرنس بلا کر اُن کا اکرام کرتے تھے۔ ۱۹۸۵ء کے آخر میں نفاذِ اسلام کی رفتار کا جائزہ لینے کے لیے انہوں نے ایسی ہی ایک علماء ومشائخ کی کانفرنس بلائی جس میں شرکاء نے اپنا اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ آخر میں جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب کو، جو اس وقت اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین تھے (اور یہ گنہگار اُن کا نائب یعنی اسلامی نظریاتی کونسل کا سیکرٹری تھا) اپنے اظہارِ خیال کا موقع دیا گیا۔ انہوں نے بڑی جرأت ایمانی سے کام لے کر صدر مرحوم پر واضح کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل آپ کو اسلامی نظام کے رائج کرنے کے لیے سفارشات پیش کرتی ہے۔ مگر وہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے سرد خانے میں ڈال دی جاتی ہیں جس سے نفاذ اسلام کا کام بری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔ لہٰذا بغیر عمل کے ایسی کانفرنسیں بلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس پر صدر ضیاء الحق غصے میں آ گئے اور مائیک پر آ کر چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل کو کہا کہ میں آپ کو تین دن کے لیے بچہ سقہ کی حکومت دیتا ہوں آپ اسلام نافذ کر کے دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس غیر شعوری جسارت کو معاف فرمائیں۔

اسلام دینِ فطرت ہونے کے ناطے سے ابدی ہے اور دورِ حاضر میں بھی نا قابلِ عمل نہیں اور نہ ہی اس کے نفاذ کے لیے تین دن کی مہلت درکار رہے۔ مجاز حاکم چاہے وہ خلیفہ وقت ہو یا مملکت کا صدر یا ملک کا وزیراعظم، صرف تین منٹ کے لیے قوم کے سامنے خطاب اور تحریری حکم نامہ سے ملک میں اسلام کا نفاذ کر سکتے ہیں۔ اس طرح کہ وہ سرکاری طور پر اعلان کر دیں کہ آج مؤرخہ ۱۲؍ربیع الاوّل ۱۵۳۴ (یا جو بھی تاریخ ہو) کو ملک میں جو بھی شریعت سے متصادم قانون رائج ہیں (یعنی سودی لین دین اور کاروبار، خلاف شرع عائلی قوانین، اخلاقی بندش سے عاری فیملی پلاننگ پروگرام وغیرہ) وہ کالعدم ہیں اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک کا واحد سپریم لاء قرار دینے سے اسلام کا نفاذ ہو گیا۔

واضح رہے کہ محض دو سو سال قبل عالمِ اسلام کی جملہ معیشت سود سے پاک تھی اور اس وقت معاشرہ آج سے کہیں زیادہ خوش حال تھا۔ آج بھی خلافتِ اسلامیہ کا وہ پُرشکوہ اور مثالی دور واپس آ سکتا ہے صرف ضبطِ نفس اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور ہمت وحوصلہ سے کام کرنے کی ضرورت ہے، یہ راہ کٹھن ضرور ہے مشکلات اور آزمائشیں آئیں گی مگر جو ثابت قدم رہے وہ کامیاب ہوں گے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ. (سورۃ الطلاق، آیت: ۲، ۳)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے (رنج ومحن سے) خلاصی کی صورت پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے وہم وگمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو وہ اس کی کفایت کرے گا۔

اسی طرح انگریزی زبان کا یہ مقولہ Where there is a will there is a way معروف ہے۔ یعنی اگر کوئی کام کرنے کا مصمم ارادہ کر تو اس کے لیے راہیں نکل آتی ہیں۔

حرفِ آخر:

مقامِ افسوس ہے کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف دین کی طرف رجحان کی شہرت رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے شریعت نافذ نہیں کر رہے۔ اُن کو باری تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید (سورہ المائدہ کی آیت ۴۴، ۴۵۔ ۴۷) میں اللہ کے احکام کے مطابق حکم نہ صادر کرنے والوں کو کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ اور تینوں گروہ جہنم میں جانے والے ہیں۔

جنوب مشرقی ایشیا کے ایک چھوٹے سے مسلمان ملک برونائی کے حاکم، سلطان حسن البلقیہ نے ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان کر دیا ہے۔ برونائی اسلام کے نام پر معرض وجود میں نہیں آیا جبکہ پاکستان اسلام کے نام پر

قائم ہوا تھا۔ پاکستان کے حکمران، برونائی کے سلطان ہی سے سبق سیکھ کر ملک میں اسلام نافذ کر دیں۔ قیامِ پاکستان سے اب تک نفاذ شریعت سے فرار ہی اصل خرابیوں کی جڑ ہے اور اسی دوغلی پالیسی نے ملکی سالمیت کے لیے خطرات بڑھا دیے ہیں۔ نفاذ شریعت کے لیے اسلام نے خلافت کا نظام وضع کیا ہے۔ جس کے احیا کی شدت سے ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر اہلِ اسلام کا کھویا ہوا وقار اور عظمت بحال نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے کوشش کرنا فرض ہے اور اس سے غفلت برتنا اللہ کی ناراضگی کو مول لینا ہے۔

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز کے اپنے خطبہ حج (۱۴۳۴ھ) میں کہا ہے کہ ”شریعت کو نافذ کرنے سے کامیابی ہمارے قدم چومے گی“ یہی اصل کی طرف لوٹنے کا وہ کامیاب نسخہ ہے جس کے بغیر ہم شفایاب نہیں ہو سکتے۔

شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لیے کسی لمبی چوڑی مشق Exercise کی ضرورت نہیں (حرمت شراب کے سلسلہ میں مدینۃ النبی کی مثال ہمارے سامنے ہے) صرف پختہ عزم، ہمت و حوصلہ اور اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے کی ضرورت ہے (القرآن، سورہ آل عمران، آیت: ۱۶۰، ۱۵۹)

لہٰذا میاں محمد نواز شریف صاحب ویسی ہی مثالی جرأت کا مظاہرہ کریں جو انہوں نے مؤرخہ ۲۸؍اکتوبر ۱۹۹۸ء کو ایٹم بم کا دھماکہ کرنے کے یادگار موقع پر کی تھی۔ اس طرح اُن کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور جنت الفردوس میں اُن کا داخلہ یقینی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت کو یہ دینی فریضہ ادا کرنے کی توفیق اور سعادت نصیب کرے۔ آمین۔